3

دعوت الی اللہ کا دائرہ وسیع کرو

(فرمودہ ۲۸ر جنوری ۱۹۲۱ء)

حضور انور نے تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ :-

چونکہ آج مجھے اطلاع نہیں دی گئی اس لئے دیر ہو گئی۔ میں ایک ضروری بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ یہ سنت ہے امام کو مؤذن اطلاع دیتا ہے اے۔ مگر ہمارے ہاں اس سنت پر کم عمل ہوتا ہے۔ بعض وقتوں میں ہوتا بھی ہے۔ اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔

سورہ فاتحہ ہمیں ایک خاص فرض کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ مگر اس کی طرف بہت لوگ توجہ نہیں کرتے۔ میں نے بہت نصیحت کی ہے اور بار بار توجہ دلائی ہے۔ کہ کام کرنے سے ہی ہوتے ہیں۔ بیٹھنے سے کوئی کام نہیں ہو جاتا۔ اور بڑے کام بہت سے لوگوں کے کرنے سے ہی ہوتے ہیں۔ بیس آدمیوں کا کام دس نہیں کر سکتے۔ نبی بھی بشریت کے لحاظ سے ایک سے زیادہ کام نہیں کر سکتا نبی ایک وقت میں ایک ہی طرف دیکھ سکتا ہے۔ دوسری طرف نہیں دیکھ سکتا۔ ایک وقت میں ایک ہی سے باتیں کر سکتا ہے دو سے نہیں کر سکتا۔ پس نبی بھی بشریت سے آزاد نہیں ہوتے۔

تبلیغ کا سلسلہ ایک دو چار علماء سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کا تعلق ہر ایک شخص سے ہے۔ اور ہر ایک شخص تک تبلیغ تبھی پہنچ سکتی ہے۔ جب ہر شخص پہنچائے ایک عالم سب تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔ لیکچر ایک وقت میں بہت سے لوگوں کو سنایا جا سکتا ہے۔ اور ایک کتاب لاکھوں تک میں اثر کر سکتی ہے۔ مگر سوال تو یہی ہے کہ سب کو لیکچر کیونکر سنائے جائیں۔ اور کتاب کیونکر پہنچائی جائے۔

میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنی آواز چھ سات ہزار کے مجمع کو سنا سکتا ہوں۔ جتنے اس وقت مسجد میں ہیں۔ ان سے پانچ' چھ' سات گنے بھی اگر ہوں۔ تو ان تک میری آواز پہنچ سکتی ہے۔ لیکن اس وقت تو اتنوں کو نہیں پہنچ رہی کیونکہ اس وقت اتنے آدمی نہیں ہیں۔ اور باقی خلا ہے۔ اسی طرح سوال ہوتا ہے۔ کہ کتاب پہنچے کیونکر؟

اس وقت قرآن کریم اور حضرت اقدس کی کتابیں ہمارے پاس ہیں۔ اور اس وقت اردو بولنے اور سمجھنے والے پندرہ بیس کروڑ لوگ ہندوستان میں ہیں۔ جو ان کتابوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مگر کس طرح؟ اسی طرح کہ ان کو ان تک پہنچایا جائے۔ ورنہ کتابیں خود تو اڑ کر کسی کے پاس جاتی نہیں۔ یا مثلاً حضرت اقدسؑ کی عربی کی کتابیں ہیں اور عربی زبان اس وقت عرب میں۔ عراق میں۔ شام میں۔ مصر میں' الجزائر میں۔ مراکش میں۔ ٹیونس میں بولی جاتی ہے۔ اور اور بھی علاقے ہیں جن میں عربی رائج ہے۔ ان کو کتابیں کس طرح فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔ کتاب خود نہیں کہہ سکتی کہ مجھے پڑھو۔ نہ واعظ ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں کہ آؤ اور ہمارا وعظ سنو۔

سنانے کا طریق یہی ہے کہ ہر ایک شخص کو مخاطب کیا جائے۔ اور اس کو سنایا جائے۔ واعظ چونکہ محدود ہوتے ہیں۔ وہ ہر شخص کے پاس نہیں پہونچ سکتے۔ واعظ کسی وقت جا کر ایک جگہ لیکچر دے سکتے ہیں۔ مگر کوئی سن لے گا اور بہت سے نہیں سنیں گے۔ پس ہر شخص کو تبلیغ کرنے کا کام نہ واعظوں سے ہو سکتا ہے نہ کتابوں سے۔ بلکہ ہر فرد کو تبلیغ صرف اور صرف افراد ہی کر سکتے ہیں۔ ورنہ کتابوں اور واعظوں کا وجود معطل ہے۔ تحریک پیدا کرنا ہر شخص کا فرض ہے۔ جب تک سب کے سب افراد اس کام میں زور سے حصہ نہیں لیں گے۔ ہمارا کام محدود رہے گا۔

اب سال میں نئے مبائعین کی اوسط قریباً تین ہزار ہوتی ہے۔ اخبار میں تھوڑے ہی نام شائع ہوتے ہیں۔ کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ گھر کا کوئی بڑا بیعت کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میری بیعت میں گھر کے سب لوگوں کی بیعت شامل ہے۔ تو بیعت کرنے والوں کی اوسط فی سال تین ہزار ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ ایک ہزار سال میں تیس لاکھ آدمی احمدی ہوئے۔ اور اگر دنیا کی عمر ایک لاکھ سال ہو۔ تو سارے ہندوستان کی موجودہ آبادی احمدی ہوگی۔ اور باقی سب دنیا محروم رہے گی۔ مگر جیسا کہ خیال ہے۔ کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے۔ اور ہم اس حساب سے آخر میں پیدا ہوئے ہیں۔ تو ایسی حالت میں اگر قریباً ۱۵ عمریں دنیا کی اور ہوں۔ تب ہم صرف ہندوستان کو احمدی بنا سکتے ہیں۔ اور ساری دنیا کو احمدی بنانے کے لئے کس قدر عرصہ چاہیئے۔ وہ ظاہر ہے۔ پس موجودہ رفتار کے لحاظ سے اتنے لمبے عرصہ کی ضرورت ہے۔ جو لاکھوں سال بنتا ہے۔ اور وہ بھی اس صورت میں کہ ہم موجودہ رفتار ترقی سے بھی نہ گر جائیں۔ اور اگر ہماری یہ رفتار نہ رہے۔ اور دنیا کی نسل بڑھتی جائے۔ تو اس سے بھی بہت زیادہ عرصہ دنیا کو مسلمان بنانے کے لئے درکار ہوگا۔ اور اگر دنیا کی عمر باقی صرف پانچ سو سال ہو۔ جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے۔ تو پھر تمام دنیا کو اسلام کے حلقہ میں لانا موجودہ رفتار کے ساتھ خیال محال ہے۔ جو مجنونانہ خیال سے بھی بڑھا ہوا ہے۔

یہ نقص کیوں ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ تمام افراد کے اندر تبلیغ کی تحریک نہیں۔ ہمارے

مبلغ محدود دائرے میں پہنچ سکتے ہیں۔ مثل ہے۔ چراغ تلے اندھیرا۔ دنیا میں تو نہیں معلوم کہ اس کی صداقت کہاں تک ہوگی۔ مگر ہمارے معاملہ میں اس مثل کی صداقت میں شک نہیں۔ ابھی قادیان تک کو ہم نے فتح نہیں کیا۔ اور ہمارے ایسے دشمن ہیں جو باہر والوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ پھر قادیان کے ارد گرد احمدی ہوئے ہیں۔ مگر بہت کم۔ اور وہ بھی ایسے ہیں کہ عموماً" یہ ارد گرد کے احمدی باہر کے نیم احمدیوں سے بھی بدتر ہیں۔ باہر کے تحقیق کرنے والے جو ابھی احمدی نہیں ہوئے محبت و اخلاص میں ان سے بڑھے ہوئے ہونگے گویا یہ اندھیرے میں اندھیرا نظر آرہا ہے۔

اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ افراد توجہ نہیں کرتے۔ اور ہر ایک شخص خیال کرتا ہے کہ میں ہی ایک مستقل وجود ہوں۔ اور میری ہی خدا کو ضرورت تھی۔ جو پوری ہوگئی۔ گویا وہ خیال کرنے لگتا ہے۔ کہ میرے ہی لئے خدا نے مسیح موعود کو بھیجا تھا اور میرے احمدی ہونے سے وہ غرض خدا کی پوری ہوگئی۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ مسیح موعود کا مشن سب دنیا کے لئے تھا۔

میرا منشا ہے کہ آئندہ سے ہمارے افراد اس طرف بہت توجہ کریں۔ ہر ایک شخص کو سمجھنا چاہئیے کہ یہ حکم اسی کو ہے۔ یہ نہ سمجھے۔ کہ غیر کو ہے۔ یہ قاعدہ ہے کہ مثلاً میں اس وقت اگر کہوں کہ فلاں چیز لاؤ تو ممکن ہے کہ کوئی بھی نہ اٹھے۔ اور ہر ایک خیال کرلے کہ دوسرا اٹھے گا لیکن اگر میں نام لے دوں تو وہ فوراً لے آئے گا۔ پس تبلیغ کے متعلق بھی ہر ایک شخص کو حکم عام سمجھنا چاہئیے اور اپنے ہی نفس کو اس حکم کا مخاطب جاننا چاہئیے اور سمجھنا چاہئیے کہ یہ حکم مجھے ہی بجا لانا ہے۔ اور اگر تم سب کے سب اس پر عمل بھی شروع کردو گے۔ تو تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور اگر صرف ارادہ ہی کرو گے تو پھر کامیابی محال ہے۔ کیونکہ بہت ارادے بھول جاتے ہیں۔

جیسا کہ میں نے جلسہ پر اعلان کیا تھا۔ اس دفعہ ارادہ ہے کہ ہر جماعت کے لئے جس طرح چندہ ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی ہو۔ کہ ہر ایک جماعت کم از کم اتنے آدمیوں کو سلسلہ میں داخل کرے۔ اگر اسی طرح پہلے سال اب سے زیادہ پھر اس سے زیادہ پھر اس سے زیادہ توجہ ہوگی تو چند ہی سال میں ہماری تبلیغ کہیں سے کہیں پہنچ جائے گی۔

سب سے پہلے میں یہاں کے دوستوں کو مخاطب کرتا ہوں۔ اور ان کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اس بارے میں کوشش کریں۔ میں عنقریب اعلان کرنے والا ہوں کہ کم سے کم ہر جماعت اتنے آدمیوں کو سلسلہ میں داخل کرے گی۔ یہاں کے لوگوں کو چاہئیے کہ پہلے یہ نمونہ بنیں اور ایک انتظام کریں۔ اور مقامی انجمن کے سیکرٹری سے مل کر انتظام کریں مبلغوں کی دو قسمیں کریں۔ ایک تبلیغ کے لئے ہوں کہ وہ غیر احمدیوں کو احمدی بنائیں۔ دوسرے احمدیوں کی تربیت کریں۔ اور ان کو عمل سکھائیں۔ اور دین کے لئے محبت و جوش اور خلوص پیدا کریں۔ یہاں چونکہ ہماری تعداد زیادہ ہے

اس لئے بہت دفعہ اس لئے بھی اردگرد کے لوگ داخل ہو جاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ چلو اس جماعت میں شامل ہوں۔ مگر ان میں پورا پورا اخلاص اور جوش پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ ان کو احمدی ہونے پر تکلیفیں نہیں پہنچتیں۔ باہر کے لوگ جو ہر طرف مخالفین میں گھرے ہوتے ہیں۔ جب سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں۔ تو سمجھ لیتے ہیں کہ ہمیں ہر قسم کی مصیبت اٹھانی پڑے گی۔ اور پھر جوش اور اخلاص سے داخل ہوتے ہیں۔ کیونکہ جب تک مصیبتیں نہ پڑیں۔ اخلاص نہ پختہ ہوتا ہے نہ ظاہر ہوتا ہے۔ پس یہاں بہت دفعہ بے سوچے لوگ بھی داخل سلسلہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ انکی بھی تربیت کی جائے۔ پس باقاعدہ جدوجہد ہونی چاہیئے۔ تاکہ قادیان سے تو فارغ ہو جائیں۔

ایک کمی یہ رہ جاتی ہے کہ یہاں غیر مذاہب کے لوگوں کو تبلیغ نہیں کی جاتی۔ خصوصاً ہندوؤں اور سکھوں میں۔ باہر بھی تقریباً ایسا ہی ہوتا ہے۔ مسیح موعود کی آمد غیر احمدیوں ہی کے لئے نہ تھی۔ بلکہ عیسائیوں، یہودیوں، سکھوں، ہندوؤں غرض سب کے لئے تھی۔ اس لئے ان سب میں بلکہ ان قوموں میں تبلیغ ہونی چاہیئے جو چوہڑے چمار ہیں۔ اس کے لئے باقاعدہ اور پوری جدوجہد کی ضرورت ہے، یہ مقابلہ ہوگا تو جوش بھی پیدا ہوگا اور اصلاح بھی ہوگی۔ پس سب سے پہلے یہاں کے لوگ نمونہ بنیں۔ اور اپنی کوشش سے کام لیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس صداقت کے سمجھنے اور دنیا تک پہنچانے اور عمل کرانے کی توفیق دے۔ ہماری زبان اور کوشش میں برکت ڈالے۔ اور جو لوگ ہمارے ذریعہ داخل ہوں ان کی کوشش میں بھی برکت پڑے۔ اور وہ ہم میں کسی نقص پیدا کرنے کا موجب نہ ہوں۔ آمین

(الفضل ۳ر فروری ۱۹۲۱ء)

۱۔ مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الاذان